

۱۔ لغات۔ ستائش گر:

تعریف کرنے والا۔ مداح۔

باغِ رضواں: داروغہ

بہشت کا باغ یعنی بہشت۔

طاقِ نسیاں: وہ طاق،

جس میں انسان کچھ رکھ کر بھول

جائے۔

شرح:۔ زاہد جس

بہشت کی اس قدر تعریف کر رہا

ہے، ہم بخودوں کے نزدیک

اس کی حیثیت صرف اتنی ہے،

جیسے ایک گلدستہ ہوا اور اسے

طاق پر رکھ کر بھول جائیں۔

مولانا حالی فرماتے ہیں کہ

”بہشت کو بخودوں کے گلدستہ

طاقِ نسیاں سے تشبیہ دینا بالکل

ایک نرالی تشبیہ ہے۔ جو کہیں

نہیں دیکھی گئی۔“ فارسی میں بھی

مرزا غالب نے جنت کو نقش و نگار

طاقِ نسیاں کہا ہے:

رنگِ باچوں شد فراہم مصرفِ دیگر نداشت

خدا را نقش و نگارِ طاقِ نسیاں کردہ ایم

غالب نے بہشت کو گلدستہ

ستائش گر ہے زاہد اس قدر، جس باغِ رضواں کا

وہ اک گلدستہ ہے ہم بخودوں کے طاقِ نسیاں کا

ہیاں کیا کیجیے بیدارِ کاوش ہائے مژگاں کا

کہ ہر اک قطرہِ خوں دانہ ہے تسبیحِ مرہاں کا

نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانعِ میرے نالوں کو

لیا دانتوں میں جو تنکا، ہوا ریشہِ ملیستاں کا

دکھاؤں گا تماشا، دی اگر فرصتِ زمانے نے

مرا ہر داغِ دل اک تخم ہے سروِ چراغاں کا

کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ تیرے جلوے نے

کرے جو پر تو خورشیدِ عالمِ شبنمستاں کا

مری تعمیر میں مضمحل ہے اک صورتِ خرابی کی

ہیوولی برقِ خرمن کا ہے، خونِ گرمِ دہقاں کا

اگا ہے گھر میں ہر سو سبزہ، ویرانی تماشا کر

مدارِ اب کھودنے پر گھاس کے ہے میرے دریاں کا

خموشی میں نہاں خونِ گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں

جہراغِ مردہ ہوں میں بے زباں گورِ غریباں کا